سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۱۴

اہلِ علم پر غلبۂ ذکر کی اہمیت

منور کردے یارب مجھ کو تقویٰ کے معالم سے
ترے در تک جو پہنچا دے ملا دے ایسے عالم سے

کتب خانے تو ہیں اختر بہت آفاق عالم میں
جو ہو اللہ کا عالم ملو تم ایسے عالم سے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلۂ مواعظ حسنہ نمبر ۱۹۴

اہلِ علم پر غلبۂ ذکر کی اہمیت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب ہدایت و ارشاد

حکیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے | محبت تیرا صدقہ ہے اثر ہیں تیرے نازوں کے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے | جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ	: اہل علم پر غلبۂ ذکر
واعظ	: عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ مواعظ	: ۱۰؍شوال ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۵؍اپریل ۱۹۹۹ء بروز جمعرات
ترتیب و تصحیح	: جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)
تاریخ اشاعت	: ۲۹؍رجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۹ مئی ۲۰۱۵ء
زیرِ اہتمام	: شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
	پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080 اور +92.316.7771051
	ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com
ناشر	: کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

پیش لفظ ۵
زبانِ دردِ دل کے بیان کی تاثیر ۶
اکابر کا ایذاء خلق سے بچنے کا اہتمام ۷
اصلاحِ اخلاق کے لیے صحبتِ اہل اللہ کی ضرورت ۸
اہلِ علم کو اہلِ ذکر سے تعبیر کرنے کا راز ۱۰
صحبت کن لوگوں کی اختیار کرنی چاہیے؟ ۱۱
بڑے بوڑھوں کو حقیر نہ سمجھیں ۱۱
قلوبِ اہلِ دل سے فیض منتقل ہونے کی ایک عمدہ مثال ۱۳
ایمان کیسے تازہ کریں؟ ۱۳
قیامت کے دن چہرہ روشن ہونے کا وظیفہ ۱۵
ساتوں آسمان سے بہتر وظیفہ ۱۵
اہل اللہ کے عظیم الشان مجاہدات ۱۶
خدّام دین کے لیے ذکر کی اہمیت ۱۸
ذکر کرتے وقت کیا مراقبہ کریں؟ ۲۰
ذکر کرنے کا بہترین طریقہ ۲۳
نیم پیر خطرۂ حیات ۲۵
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے ذکر کا طریقہ ۲۵
اَللہ اَللہ کے ذکر کا طریقہ ۲۵
ستر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھنے پر مغفرت کی بشارت ۲۶
ستر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھنے کا آسان طریقہ ۲۷
اَللہ اَللہ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے ذکر کا قرآن پاک سے ثبوت ۲۸
اہل اللہ کی وجد آفرین دعائیں ۲۹

www.khanqah.org

پیش لفظ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ابتدائی عمر سے ہی اللہ والوں سے خاص تعلق عطا فرمایا تھا۔ حضرت والا بالغ ہونے سے قبل ہی اپنے وقت کے نہایت قوی صاحبِ نسبت بزرگ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پر تاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیض حاصل کرنے لگے تھے۔ کچھ ہی عرصہ بعد حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور ان کے انتقال تک تقریباً سترہ برس نہایت جانفشانی سے خدمت کی۔ حضرت والا نے آخر میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اور خلیفہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق قائم کیا جو ان کے انتقال تک رہا۔

یہی وجہ تھی کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا اکثر و بیشتر حصہ صحبت اہل اللہ کی اہمیت و فضیلت پر مشتمل تھا۔ ایک عالم ہونے کے باوجود حضرت والا نے محض کتابی علم پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ اس علم کا نور حاصل کرنے کے لیے اکابر اہل اللہ سے جڑے رہے۔ حضرت والا علماء کرام کو یہی نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ اپنے علم پر بھروسہ نہ کریں بلکہ اس علم پر عمل کرنے کا پیٹرول حاصل کرنے کے لیے کسی باعمل متبع سنت اللہ والے سے تعلق قائم کریں۔

علماء کرام کے لیے ذکر کی اہمیت عوام کی بنسبت مزید بڑھ جاتی ہے، اس وعظ میں ذکر کی اہمیت کو، ذکر کی فضیلت اور ذکر کرنے کے طریقوں کو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح مفصل انداز میں بیان فرمایا ہے کہ عمل کرنے والے کے لیے چوں وچرا کی گنجائش نہیں چھوڑی۔

اللہ تعالیٰ اس وعظ کے ذریعہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی اس فکر کو عوام اور علماء میں منتقل فرمائیں، سب کو ذکر کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرما کر اللہ والا بنائیں اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے لیے صدقۂ جاریہ بنائیں، آمین۔

یکے از خدام

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

و

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

اہل علم پر غلبۂ ذکر کی اہمیت

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷﴾[۱]

وَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ جَدِّدُوۡا اِیۡمَانَکُمۡ بِقَوۡلِ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ[۲]

وَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ سَایِلُوا الۡعُلَمَآءَ وَجَالِسُوا الۡکُبَرَآءَ وَخَالِطُوا الۡحُکَمَآءَ[۳]

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ بے علم ہیں، جن کو علم نہیں ہے، وہ اہل علم سے دین کی باتیں پوچھ لیا کریں۔ لیکن اس آیت فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ میں جو لفظ نازل ہوا وہ اَہۡلَ الذِّکۡرِ ہے، تو اس آیت میں اہل ذکر سے مراد اہل علم ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اہل علم یعنی علماء کو اہل ذکر سے کیوں تعبیر کیا؟ آیت میں لفظ اہل علم بھی تو نازل ہو سکتا تھا، فَاسۡـَٔلُوا الۡعُلَمَآءَ یا فَاسۡـَٔلُوۡا اَہۡلَ الۡعِلۡمِ یعنی اہل علم سے پوچھ لیا کرو لیکن اہل علم کو اہل ذکر سے کیوں تعبیر کیا گیا؟ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کیا عظیم علوم تھے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت کو عطا فرمائے تھے۔

زبانِ دردِ دل کے بیان کی تاثیر

میرے سامنے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میرے شیخ

۱؎ الانبیآء:۷

۲؎ کنزالعمال:۱/۴۱۶،(۱۷۶۸) باب فی الذکر وفضیلتہ،مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ

۳؎ کنزالعمال:۹/۷،(۲۴۶۶۱) باب فی الترغیب فیھا،مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ

سے فرمایا کہ ہم بھی ایک آیت کی تفسیر کرتے ہیں، لیکن جب اسی آیت کو آپ بیان کرتے ہیں تو کچھ اور ہی لطف آتا ہے، یہ تھا دردِ دل! ایمان ویقین سے جو بیان ہوتا ہے اس کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے۔ حالاں کہ مفتی شفیع صاحب خود بہت بڑے مفتی تھے، مفتی اعظم پاکستان تھے لیکن میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے تھے کہ میں آپ کا پیر بھائی ہوں، ہم دونوں ایک ہی پیر یعنی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں لیکن میں آپ کو اپنے استاد کے درجہ میں سمجھتا ہوں کیوں کہ مفتی صاحب کے استاد حضرت میاں اصغر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور میرے شیخ جونپور کی شاہی مسجد میں ایک ساتھ پڑھاتے تھے، میاں صاحب ان کا لقب ہو گیا تھا تو حضرت میاں صاحب بڑے اکابر علماء میں سے تھے۔

اکابر کا ایذاءِ خلق سے بچنے کا اہتمام

ایک بات یاد آگئی جو مفتی اعظم پاکستان نے اس فقیر سے خود فرمائی تھی کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت میاں اصغر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آم کھائے، اور چوں کہ میں حضرت کا شاگرد تھا اس لیے میں نے عرض کیا کہ حضرت! میں چھلکا اور گٹھلی پھینک آؤں؟ تو جب میں چھلکا اور گٹھلی اُٹھانے لگا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تم چھلکا اور گٹھلی پھینکنا نہیں جانتے کہ کیسے پھینکا جاتا ہے؟ اب میں خاموش ہو گیا، جب استاد ہاتھ پکڑ لے پھر کون نالائق شاگرد ہے جو استاد سے چھینا جھپٹی کرے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ میں ابھی دِکھاتا ہوں کہ چھلکا کیسے پھینکا جاتا ہے؟ پھر حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ چھلکا اور گٹھلی لے کر چلے، دو تین چھلکے اور گٹھلیاں اپنے گھر کے سامنے ڈالیں اور دو تین چھلکے اور گٹھلیاں لے کر سو قدم دور گئے پھر تھوڑا سا وہاں ڈال دیا پھر سو قدم دور گئے، اسی طرح پانچ سات جگہ جاکر تھوڑا تھوڑا ڈالا اور پھر فرمایا کہ جانتے ہو میں نے ایسا کیوں کیا؟ سارے چھلکے اور گٹھلیاں ایک ہی جگہ کیوں نہیں پھینک دیں؟ پھر فرمایا کہ بات یہ ہے کہ میرے پڑوسی جب دیکھتے کہ میرے گھر کے سامنے اتنے چھلکے اور گٹھلیاں ہیں اور اگر ان کے پاس اتنی گنجائش نہیں ہوتی کہ وہ اپنے بال بچوں کے لیے اتنے آم خرید سکیں تو ان کے قلب سے آہ نکلتی، ان کو صدمہ ہوتا کہ کاش! ہمارے پاس بھی پیسہ ہوتا تو ہم بھی اتنے آم کھاتے جتنے چھلکے اور گٹھلیاں ان کے گھر کے سامنے

پڑی ہیں کیوں کہ کثرتِ چھلکا اور کثرت گٹھلی دلالت کرتی ہے کہ آم زیادہ کھایا گیا ہے۔ آہ! اللہ والے دوسروں کا کتنا خیال کرتے ہیں۔

حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے باوجود دولت کے اپنے مکان کو کبھی عمدہ اور شاندار نہیں بنایا کیوں کہ میرے پڑوسی بہت غریب تھے۔ اسی کو لیپا پوتی کرکے گزارہ کرتے رہے۔ اور فرمایا کہ اگر میں اپنا مکان شاندار بنالیتا تو اس سے ان پڑوسیوں کا دل غمگین ہو جاتا۔ یہ کام اگرچہ شرعاً تو جائز تھا لیکن اللہ والوں کے حالات کچھ اور ہی ہوتے ہیں۔ یہ معمولی باتیں نہیں ہیں، بزرگوں سے یہی باتیں سیکھی جاتی ہیں، لوگ لاکھ کتابیں پڑھ لیں مگر یہ آداب اور اہل اللہ کے یہ اخلاق ان کی صحبتوں سے نصیب ہوتے ہیں۔

اصلاحِ اخلاق کے لیے صحبتِ اہل اللہ کی ضرورت

اگر صحبت کی ضرورت نہیں تھی تو مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کیا معمولی عالم تھے؟ پھر وہ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کیوں گئے؟ جبکہ ان کے پاس بخاری شریف پڑھنے کے لیے سمرقند و بخارا اور بلخ سے علماء آتے تھے۔ آج علم کے چند حرف پڑھ کر مولوی کبر کا پہاڑ بن جاتا ہے۔

میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام غزالی کا قول نقل کرتے تھے کہ جو مولوی کسی اہل اللہ سے اصلاحی تعلق قائم نہیں کرے گا وہ نفس کا کتا ہو گا۔ تو دیکھیے: کچرا پھینکنے کا بھی ادب سکھا دیا، یہ وجد میں آنے والی بات ہے یا نہیں؟ اسی لیے مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں حاجی امداد اللہ صاحب کے پاس مسائل سیکھنے نہیں گیا تھا، مسائل تو حاجی صاحب کو مجھ سے پوچھنا پڑیں گے، میں تو ان سے اپنے علم پر عمل کرنے کا پیٹرول لینے گیا تھا۔

دیکھیے! ایک بہت بڑا عالم ہے، نئی کار خریدی ہے، اب کار چلا رہا ہے لیکن انجن میں پیٹرول نہیں ہے اور پیٹرول پمپ والا بالکل جاہل ہے، شکل بھی عجیب ہے لیکن اس عالم صاحب کو اگر کار چلانی ہے تو پیٹرول لینے کے لیے اس جاہل کے پاس جانا پڑے گا۔ دیکھ لیجیے! دنیا میں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں۔ تو اسی لیے ہمارے اکابر نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاکر اپنے نفس کو مٹایا، اللہ اللہ کیا، اس کے بعد ان حضرات کو جو درجہ

ملاوہ دنیا کے سامنے ہے۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نہیں گئے تھے تو امت کے نزدیک ہمارا کوئی مقام نہیں تھا مگر جب حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں گئے، تہجد پڑھی، اللہ اللہ کیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہم کو کیا مقام عطا فرمایا۔

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں، پھر جانِ جاناں کر دیا

کئی گھنٹے عبادت کرنے کے بعد شاہ ولی اللہ کے بیٹے شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے، اسی حالت میں مسجد سے باہر نکلے تو ایک کتے پر نظر پڑ گئی، بس وہ کتا جہاں جاتا تھا دلّی کے سارے کتے اس کے سامنے ادب سے بیٹھتے تھے۔

تابِ نظر نہیں تھی کسی شیخ و شاب میں
ان کی جھلک بھی تھی میری چشم پر آب میں

جو آنسو اللہ کے لیے نکلتے ہیں، ان آنسوؤں میں اللہ کی تجلیات ہوتی ہیں۔ شیخ کے آنسو مریدین کے قلوب کے ایمان کو ہرا بھرا کر دیتے ہیں جیسے کسان اپنی کھیتی کو پانی دے کر کھیت کو ہرا بھرا کرتا ہے، ایسے ہی اگر کسی کے دینی مربی اور شیخ کے آنسو نکل آئیں تو وہ آنسو تمام طالبین کے قلوب کے ایمان کو ہرا بھرا کر دیتے ہیں۔

تو میں اپنے شیخ کی بات نقل کر رہا ہوں جن کو اللہ نے بہت زیادہ علم و نور عطا فرمایا تھا، وہ جتنے بڑے دُرویش تھے اتنے ہی زبردست عالم بھی تھے۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے ایک مُدَرِّس مولانا عبد الرشید نعمانی صاحب جامعہ بنوری ٹاؤن میں حضرت کی ایک علمی تقریر سن کر کہنے لگے کہ میں تو آج مار کھا گیا اور پھر ہنس کر ایک جملہ فرمایا کہ مولوی مولوی ہی سے مار کھاتا ہے، اگر میں یہ علمی تقریر نہ سنتا تو ان کا معتقد نہ ہوتا۔ حضرت کو تفسیر بیضاوی اور بڑی بڑی کتابوں کے حاشیے زبانی یاد تھے، جب حضرت ان کو نقل کرتے تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ بڑے بڑے علماء مثلاً مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا احتشام الحق تھانوی اور مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہم میرے شیخ کے سامنے ادب سے بیٹھتے تھے۔ اور

ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو حضرت سے باقاعدہ اصلاحی تعلق رکھتے تھے۔ میری آنکھوں کے سامنے ان کے خطوط آتے تھے اور میرے شیخ فرماتے تھے کہ یہ جواب لکھ دو۔ ڈاکٹر صاحب جب جونپور سے میرے شیخ کی خدمت میں پھولپور آتے تھے تو حضرت ڈاکٹر صاحب کی خدمت اس فقیر کے سپرد ہوتی تھی۔ میں نے بزرگانِ دین اور علمائے دیوبند کے سر میں تیل کی مالش بھی کی ہے۔

اہلِ علم کو اہلِ ذکر سے تعبیر کرنے کا راز

تو میرے شیخ فرماتے تھے کہ اہل ذکر سے کیا مراد ہے؟ اہل علم مراد ہیں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اَلْمُرَادُ بِاَھْلِ الذِّکْرِ الْعُلَمَآءُ بِاَخْبَارِ الْاُمَمِ السَّالِفَۃِ [۴] یعنی اہل ذکر سے علماء مراد ہیں۔ تو جب علماء مراد ہیں تو اللہ تعالیٰ نے لفظ علماء کیوں نازل نہیں فرمایا؟ اللہ تعالیٰ نے اہل علم کے بجائے اہل ذکر کیوں نازل فرمایا؟ تو حضرت فرماتے تھے کہ یہاں اہل علم کے بجائے اہل ذکر اس لیے نازل فرمایا تاکہ مولویوں کو چاہیے کہ وہ اللہ کی یاد سے غافل نہ ہوں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام اہل ذکر رکھ دیا ہے لہٰذا وہ خالی علم پر ناز نہ کریں۔

اب حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ نقل کرتا ہوں، فرماتے ہیں کہ علماء کو چاہیے کہ محض پڑھنے پڑھانے پر ناز نہ کریں، محض پڑھنے پڑھانے پر قناعت نہ کریں بلکہ کسی اللہ والے کے پاس جائیں اور اس سے اللہ کی محبت کا پیٹرول بھی حاصل کریں۔ دیکھو! میرے شیخ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص عالم نہیں ہے تو وہ صاحبِ نور بن سکتا ہے کیوں کہ اللہ کا ذکر کر رہا ہے، سلوک طے کر رہا ہے، اللہ اللہ کر رہا ہے تو ایک دن وہ بھی ولی اللہ ہو جائے گا اور صاحبِ نور بن جائے گا، لیکن جب کوئی عالم اللہ اللہ کرتا ہے، سلوک طے کرتا ہے، کسی اللہ والے کی غلامی اختیار کرتا ہے اور اس کی جوتیاں اُٹھاتا ہے۔ تو میرے شیخ فرماتے تھے کہ اللہ اللہ کرنے کی برکت سے غیر عالم عابد تو صاحبِ نور بن جاتا ہے لیکن عالم جب عابد اور صوفی

---

[۴] روح المعانی: ۱۵۰/۱۴، النحل (۴۳)، دار احیاء التراث، بیروت

بنتا ہے تو نورٌ علیٰ نورٌ ہو جاتا ہے کیوں کہ اس کے پاس علم کا نور اور عمل کا نور ہوتا ہے۔ یہ میرے شیخ کے الفاظ ہیں کہ عالم جب سلوک طے کرتا ہے اور کسی بزرگ سے تعلق قائم کرتا ہے تو وہ نورٌ علیٰ نور ہو جاتا ہے یعنی اس کے علم کے نور پر اس کے عمل کا نور مستزاد ہو جاتا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ یہاں اہل علم کو اہل ذکر فرمانا یہ تازیانہ ہے کیوں کہ اللہ نے توجہ دلادی کہ دیکھو! ہم نے تمہارا نام اہل ذکر رکھا ہے لہٰذا خبر دار! ہماری یاد سے کبھی غافل نہ ہونا۔

صحبت کن لوگوں کی اختیار کرنی چاہیے؟

تو میں نے جو حدیث پڑھی تھی کہ سَایِلُوا الْعُلَمَآءَ علماء سے مسائل پوچھا کرو اور وَخَالِطُوا الْحُکَمَآءَ جو اللہ والے ہیں ان کے پاس تو بہت زیادہ رہا کرو۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ، التشرف فی احادیث التصوف میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ مسائل تو علماء سے پوچھو، لیکن جو حضرات اللہ والے ہیں ان کے ساتھ زیادہ چمٹے رہو۔ خَالِطُوْا کے معنیٰ ہیں کہ مخالطت کرو، ان سے اختلاط رکھو، ان سے ملے جلے رہو۔ اور جَالِسُوا الْکُبَرَاءَ جو لوگ بڑے بوڑھے ہیں، چاہے عالم نہ ہوں مگر قوم کے بڑے بوڑھے ہیں، ان کے پاس بھی بیٹھو، ان کو حقیر نہ سمجھو کیوں کہ بڑے بوڑھوں سے تجربہ ملتا ہے۔ اس لیے حدیث کے الفاظ ہیں جَالِسُوا الْکُبَرَاءَ لہٰذا خاندان کے جو بڑے بوڑھے ہیں کبھی کبھی جا کر ان سے سلام دعا کر لیا کرو، ان سے دو چار باتیں سیکھ لیا کرو، کبھی وہ کوئی تجربہ کی بات بتادیتے ہیں کیوں کہ ان کے بال تجربے میں سفید ہوئے ہیں، ان کے بالوں نے ہر موسم دیکھا ہوتا ہے۔

بڑے بوڑھوں کو حقیر نہ سمجھیں

میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ بیس نوجوانوں کی ایک جماعت کسی شادی میں گئی۔ میزبان نے کہا تھا کہ کسی بوڑھے کو نہیں لانا، سب جوان ہی آئیں گے، لہٰذا جب جانے کا وقت آیا تو نوجوانوں نے کہا کہ ہم بوڑھوں کو نہیں لے جائیں گے۔ ایک بوڑھے نے کہا کہ میاں! کم از کم ایک بوڑھے کو تو لے ہی جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ آپ وہاں

چھینکیں گے، کھانسیں گے، وہ شادی بیاہ کا موقع ہے، ہم ہنسی مذاق کریں گے، آپ کی عزت کی وجہ سے ہمیں خاموش اور سنجیدہ رہنا پڑے گا۔ اس نے کہا کہ ہم کو دور کسی درخت کے نیچے حقہ دے دینا، ہم حقہ پیتے رہیں گے اور ہمارا کھانا بھی وہیں بھیج دینا، ہم تمہارے ساتھ کھانا بھی نہیں کھائیں گے تاکہ تم آزادی سے ہنسی مذاق کرو۔ ان لوگوں نے کہا کہ چلو بڑے میاں جب ہماری اتنی رعایت کر رہے ہیں تو انہیں بھی ساتھ لے لو۔ اور طے یہ ہوا کہ ان کا کھانا دور درخت کے نیچے بھیج دیا جائے گا، وہ ہمارے ساتھ کھانا بھی نہیں کھائیں گے تاکہ ہم آزادی سے ہنسی مذاق کریں۔ جب دستر خوان بچھا تو میزبان جو لڑکی والا تھا اس نے لڑکے والوں کو ذلیل کرنے کا منصوبہ بنایا، پہلے زمانہ میں یہ مذاق چلتا تھا۔ تو اس نے لڑکے والوں کے دونوں ہاتھ سیدھے کرکے ڈنڈے سے خوب کس کے باندھ دیے تاکہ نہ دوسرے ہاتھ سے رسی کھول سکیں نہ دانتوں سے، پھر دستر خوان بچھا کر بریانی لگادی۔ اب سب کے ہاتھ تو ڈنڈے سے سیدھے بندھے ہوئے تھے، وہ انہیں موڑ نہیں سکتے تھے کہ ہاتھوں کو موڑ کر منہ تک لے جائیں لہٰذا اب کھانا کیسے کھائیں؟ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ بڑے میاں نے کہا تھا جب جوانوں کو کوئی گاڑھا وقت پیش آئے تو بوڑھے مشورہ دیا کرتے ہیں، ان کی عقل سے کچھ کام بن جاتا ہے کیوں کہ ان کے پاس تجربہ ہوتا ہے۔ تو ان میں سے ایک بھاگا اور کہا کہ بڑے میاں! آپ نے کہا تھا کہ بوڑھوں کو حقیر مت سمجھو، ان کا بہت تجربہ ہوتا ہے۔ اب تجربہ دکھاؤ اور ہمیں بتاؤ کہ ہم کھانا کیسے کھائیں؟ وہاں لڑکی والے خوب مذاق اُڑا رہے ہیں، تالیاں بجا رہے ہیں کہ آہا! اچھے پھنسے، دیکھو ہم نے ان کو کیسا ذلیل کیا۔ تو بڑے میاں نے کہا کہ تم بیس آدمی ہو لہٰذا ایسا کرو کہ دس آدمی دس آدمیوں کے سامنے بیٹھ جائیں، اس طرح سب کے منہ ان کے ہاتھوں کے سامنے ہوں گے اور سامنے والا اپنے سامنے والے کے منہ میں لقمہ ڈالتا رہے۔ بس وہ بغلیں بجاتا ہوا گیا اور انہوں نے ایک دوسرے کو اسی طرح کھانا کھلادیا۔ اس پر میزبان نے کہا کہ یہ کوئی اور معاملہ ہے، بتاؤ! تمہارے ساتھ کوئی بوڑھا تو نہیں ہے؟ جب اسے پتا چلا کہ ان کے ساتھ ایک بوڑھا ہے تو اس نے کہا کہ بس اس بوڑھے کی وجہ سے آج تمہاری عزت بچ گئی۔

تو میرے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بڑے بوڑھوں کو حقیر مت سمجھو، ان سے تجربہ حاصل کرو۔ تو بارگاہِ نبوت سے امت کو تین راستے عطا ہوئے۔ سَائِلُوا الْعُلَمَآءَ

علماء سے مسائل پوچھو، جَالِسُوا الْکُبَرَاءَ بڑے بوڑھے کے پاس اٹھا بیٹھا کرو اور وَخَالِطُوْا الْحُکَمَآءَ اور جو اللہ والے ہیں ان کے ساتھ چمٹ کر رہو تاکہ خدا کی محبت کا درد ان کے دل سے تمہارے دل میں منتقل ہو جائے۔

قلوبِ اہلِ دل سے فیض منتقل ہونے کی ایک عمدہ مثال

چوں کہ یہاں بنگلہ دیش کے بعض دوست موجود ہیں لہٰذا ان کو مچھلی والی مثال سے ایک بات سمجھاتا ہوں کیوں کہ مچھلی ان کی معشوقہ ہے۔ ایک تالاب میں کچھ مچھلیاں ڈال دو، اس کے قریب چند گز کے فاصلہ پر دوسرا تالاب بھی ہو لیکن اس میں ایک بھی مچھلی نہ ہو، جب بارش ہوگی، زمین پر خوب پانی جمع ہو جائے گا اور دونوں تالاب کا پانی مل جائے گا تو مچھلیاں دوسرے تالاب میں چلی جائیں گی یا نہیں؟ تو اپنے دل کی سرحد کو اللہ والوں کے دل سے ملا کر دیکھو، ان شاء اللہ تعالیٰ چند برسوں میں خود محسوس کر لوگے کہ پہلے میں کیا تھا اور اب کیا سے کیا ہو گیا ہوں؟ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کو اللہ والوں کے فیض اور برکت پر یقین نہ آئے وہ کچھ دن ان کی صحبت میں رہ کر اپنا موازنہ کرے کہ آج سے ایک دو سال پہلے ہم کیا تھے؟ ہم ہماری عبادت کی لذت اور اخلاص کا مقام کیا تھا؟ اور اب اللہ سے تعلق کا کیا مقام ہے؟ اس کا دل خود فیصلہ کر لے گا کہ۔

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

تو ایک آیت فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کی تفسیر ہو گئی اور ایک حدیث سَاۗئِلُوا الْعُلَمَآءَ وَجَالِسُوْا الْکُبَرَآءَ وَخَالِطُوْا الْحُکَمَآءَ بھی بیان کر دی کہ مسئلہ علماء سے پوچھنا چاہیے اور لپٹ کر اور چمٹ کر اللہ والوں سے رہنا چاہیے اور بڑے بوڑھوں سے کچھ تجربہ کی بات سیکھ لینی چاہیے۔

ایمان کیسے تازہ کریں؟

اب اس کے بعد ایک حدیث اور رہ گئی۔ جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ بِقَوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ

اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے۔ تو معلوم ہوا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے ایمان تازہ ہوتا ہے، مگر ایمان خراب کیسے ہوتا ہے کہ اسے تازہ کرنے کی ضرورت پیش آئے؟ کھیتی اُس وقت خراب ہوتی ہے جب کوئی اور چیز اس میں مل جاتی ہے مثلاً گندم کے کھیت میں خودرَو پودے اور گھاس اُگ جائے تو وہ غیر مقصود اور فضول گھاس گندم کی کھاد کی ساری غذائیت چوس لیتی ہے، چوں کہ کسان کا مقصد گندم کو اُگانا اور بڑھانا ہوتا ہے تو وہ جلدی جلدی گندم کے علاوہ دوسری گھاس کو اُکھاڑتا ہے۔ آپ جاکر کسانوں کو دیکھیے کہ اگر کھیت میں خودرو پودے اور گھاس اُگ گئی ہو تو اس کو اکھاڑ کر پھینک دیتے ہیں یا جانوروں کو کھلا دیتے ہیں تاکہ پانی اور کھاد سے صرف گندم بڑھے اور اصل مقصود یعنی غلہ حاصل ہو جائے۔ تو گندم کو بڑھانے کا کیا طریقہ ہوا کہ گندم کو کھاد پانی دو اور غیر گندم کو نکال پھینکو۔ یہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہ لَآ اِلٰہَ سے غیر اللہ کو نکال پھینکو اور اِلَّا اللّٰہُ کے انوار و برکات سے دل کو بھر لو۔

"تربیت السالک" میں ہے کہ ایک شخص نے حکیم الامت کو لکھا کہ عشق حق کی آگ سے سینہ میرا ابھر دیجیے۔ میں نے اپنی جوانی میں اٹھارہ سال کی عمر میں یہ پڑھا تھا، تو میں نے بھی اپنے شیخ کو لکھ دیا کہ عشق حق کی آگ سے سینہ میرا ابھر دیجیے، اللہ کی محبت سے ہمارے سینوں کو بھر دیجیے۔ اللہ سے تھوڑا سا مت مانگو، خوب مانگو، اللہ کے یہاں چھوٹا منہ بڑی بات والا محاورہ نہیں چلے گا، یہ تو دنیاوی لوگ کہتے ہیں کہ چھوٹا منہ بڑی بات۔ اللہ تو منہ بھی بڑا دینے والا ہے۔ چوں کہ یہ لوگ منہ بڑا نہیں بنا سکتے اس لیے مخلوق سے چھوٹے منہ سے بڑی بات نہیں مانگ سکتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ مسئلہ نہیں ہے۔ وہ اگر دینا چاہتے ہیں تو چھوٹے منہ کو بڑا بھی بنا دیتے ہیں۔ اس کی مثال حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ دیتے ہیں کہ بادشاہ جب کسی جھونپڑی والے سے دوستی کرتا ہے تو جھونپڑی والا اگر یہ کہہ دے کہ آپ تو ہاتھی پر بیٹھ کر آئیں گے اور میں غریب آدمی ہوں، میری جھونپڑی میں آپ کا ہاتھی کیسے آئے گا؟ میری آپ کی دوستی میں کیا مناسبت ہے؟ کیوں کہ جب آپ ہاتھی پر بیٹھ کر میری جھونپڑی میں گھسیں گے تو میری جھونپڑی کے تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ تو بادشاہ کہتا ہے کہ گھبراؤ مت! میں جس غریب سے دوستی کرتا ہوں، اس کی جھونپڑی اتنی بڑی بنا دیتا ہوں کہ میرا ہاتھی اس میں داخل ہو سکے، یہ میری ذمہ داری ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جس کو اپنا بنانا چاہتے ہیں، جس کو اپنی ولایت کے لیے قبول فرماتے ہیں اس

www.khanqah.org

کو اسبابِ اولیاء خود عطا فرمادیتے ہیں، اس کا دل خود بڑا کردیتے ہیں، یہ ان کی ذمہ داری ہے۔
لیکن آپ اللہ میاں سے اپنے لیے اتنا تو فیصلہ کروالیں کہ اے اللہ! آپ ہمارے دل کو اپنے لیے قبول تو فرمائیے، آپ ہمیں اپنے لیے منتخب تو کیجیے، پھر ہمارا سب کام بن جائے گا۔

قیامت کے دن چہرہ روشن ہونے کا وظیفہ

اب جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ بِقَوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی تھوڑی شرح کرتا ہوں۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو روزانہ سو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھے گا قیامت کے دن اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکے گا۔ اب کوئی شخص اِس پر علمی اِشکال کرسکتا ہے کہ جو آدمی بدمعاشیوں میں مبتلا ہے، ہر قسم کی گندگی اور برائی میں مبتلا ہے تو ایک تسبیح پڑھنے سے اس کا چہرہ کیسے روشن ہوگا جبکہ رات دن منہ کالا کرنے والے اعمال کررہا ہے۔ اب اس کا جواب بھی سنیں جو اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو عطا فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی برکت سے جس کے لیے یہ فیصلہ فرمادے گا کہ قیامت کے دن اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن کرنا ہے تو اللہ اس کو منہ روشن کرنے والے اعمال کی توفیق بھی دے دے گا اور منہ کالا کرنے والے اعمال سے بچنے کی توفیق بھی دے دے گا۔

جب حکومت کسی کو ڈپٹی کمشنر بنانے کا فیصلہ کرتی ہے تو اس کو ڈپٹی کمشنر بنانے کے بعد سرکاری گاڑی ملتی ہے، بنگلہ ملتا ہے مگر اسے ڈپٹی کمشنر بنانے کا فیصلہ پہلے طے ہوتا ہے اور گاڑی اور بنگلہ بعد میں ملتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جب کسی کے متعلق فیصلہ کریں گے کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی برکت سے اس کا منہ چاند کی طرح روشن کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو منہ اُجالا کرنے والے اعمال کی توفیق دیں گے اور منہ کالا کرنے والے اعمال سے بچنے کی توفیق دیں گے۔

ساتوں آسمان سے بہتر وظیفہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درخواست کی کہ یا اللہ! مجھے کوئی خاص وظیفہ دے دیجیے۔ تو چوں کہ نبیوں کا اللہ سے خاص تعلق ہوتا ہے تو اگر وہ کوئی خاص وظیفہ مانگیں تو ان کا منہ اس قابل ہے لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ کہنا کہ اے خدا! ہمیں خاص وظیفہ دے دیجیے تو

ان کا منہ اس قابل تھا، یہ نبیوں کا مقام ہے، ان کا اللہ سے خاص تعلق ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرو، تو کہنے لگے کہ یا اللہ! یہ وظیفہ تو آپ نے ہر نبی کو دیا ہے، اس میں میری کیا خصوصیت رہی؟ فرمایا کہ اے موسی! اگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی قیمت کو سمجھتے تو ایسی بات نہ کہتے، یہ میں بہت بڑی چیز دے رہا ہوں۔ حدیث میں ہے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو معمولی مت سمجھو، اگر ترازو کے ایک پلڑے میں ساتوں آسمان رکھ دو اور ساتوں آسمان کے فرشتوں کو رکھ دو اور دوسرے پلڑے میں یہ کلمہ رکھ دو تو کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا پلڑا وزنی ہو جائے گا، اس کا وزن بڑھ جائے گا، تو میں تم کو ساتوں آسمان سے بہتر اور ساتوں آسمان کے فرشتوں سے بہتر اور وزنی چیز دے رہا ہوں۔

لٰہذا ہم لوگ جب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھیں تو اس تصور سے پڑھیں کہ اللہ نے ہم غریبوں، مسکینوں کو کتنی عظیم نعمت دی ہے، ہمیں ساتوں آسمان سے افضل دولت ملی ہے، ساتوں آسمان کے ملائکہ سے زیادہ وزنی چیز ملی ہے۔ جس کو خدا اس کلمہ کو پڑھنے کی توفیق دے، وہ اپنی خوش قسمتی پر اللہ کا شکریہ ادا کرے کہ اے خدا! آپ نے میری قسمت کو کتنا بہتر بنایا ہے کہ آج آپ نے ساتوں آسمان سے بہتر اور ساتوں آسمان کے فرشتوں سے زیادہ وزنی چیز کو میری زبان سے ادا کروایا ہے لٰہذا اب اس کو قبول بھی فرمالیجیے۔ اور پھر دعا بھی کرلیجیے کہ یا اللہ جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنا بڑا ہم پر فضل فرمادیجیے۔

اہل اللہ کے عظیم الشان مجاہدات

بعض حاسدین نے پریس میں جاکر میری ہی کتابوں سے میرا نام کٹوادیا اور اس طرح مجھ کو مٹانے کی کوشش کی، لیکن جتنا انہوں نے چراغ کو پھونکا اتنا ہی اللہ نے میرے چراغ کو روشن کیا۔ جب کوئی ستاتا ہے تو غالب کے یہ اشعار یاد آجاتے ہیں؎

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئیں گے ہم ہزار بار ہم کو کوئی ستائے کیوں

تو میں نے حاسدین کے لیے، اپنے کو مٹانے کی کوشش کرنے والوں کے لیے ایک شعر کہا تھا ؎

ایک قطرہ اگر ہوتا تو وہ چھپ بھی جاتا
کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

کوئی خون کے دریا کو کیسے چھپا سکتا ہے؟ اختر کو اللہ تعالیٰ نے پندرہ سال شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رکھا ہے، کیا ان اللہ والوں کی نظریں ایسے ہی ضایع ہو جائیں گی؟ کیا ان اولیاء اللہ کی نظریں اور ان کی صحبتیں بے کار جائیں گی؟ جب کتوں پر ان کی پاک نگاہوں کا اثر ہوتا ہے تو کیا انسانوں پر کچھ اثر نہ ہو گا؟

شاہ ولی اللہ کے بیٹے شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تفسیر موضح القرآن کے مصنف کئی گھنٹے عبادت کے بعد اشکبار آنکھوں سے مسجد سے نکلے تو باہر ایک کتا بیٹھا تھا۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کتے پر ان کی ایک نظر پڑ گئی، پھر تو وہ کتا جہاں جاتا تھا سارے دہلی کے کتے اس کے سامنے باادب بیٹھتے تھے۔ تو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آہ! جب اللہ والوں کی نظر سے جانور محروم نہیں رہتے تو انسان کیسے محروم رہ سکتے ہیں۔

مولانا شاہ محمد احمد صاحب کو بھی بہت ستایا گیا تھا۔ دین کے خادموں کو ہمیشہ ستایا جاتا ہے، اور جتنا ستایا جاتا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ اپنے قرب کا اعلیٰ مقام دیتے ہیں، اور ستایا اس لیے جاتا ہے تاکہ ان میں کبر نہ پیدا ہو، بڑائی نہ پیدا ہو، عزت کا بیلنس قائم رہے ورنہ اگر مجاہدہ نہ ہو تو جیسے اچانک کسی کو بہت زیادہ دولت دے دی جائے تو مارے خوشی کے اس کا ہارٹ فیل ہو جائے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب کی اتنی بڑی شخصیت ہے کہ مولانا علی میاں ندوی اور میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے بڑے بڑے علماء ان سے دُعائیں لیتے ہیں جبکہ حضرت نے کبھی کسی مدرسہ میں پڑھایا بھی نہیں۔ ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ جب میں نے بدعتوں کا رد کیا تو بدعتیوں نے تین دن تک میرے کنویں کا پانی بند کر دیا، تین دن تک میں اور میرے بچے سب پیاسے رہے، پھر تیسری رات کو خواب میں حکیم الامت تھانوی، مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا شاہ محمد آفاق صاحب رحمۃ اللہ علیہم یعنی شاہ فضل رحمٰن صاحب کے

شیخ ان سب بڑے بڑے اولیاء اللہ کی زیارت ہوئی، انہوں نے فرمایا کہ گھبراؤ مت یہ دشمن ان شاء اللہ تعالیٰ گھٹنے ٹیک دیں گے۔ پھر دوسرے ہی دن انہوں نے معافی مانگی اور آکر ہاتھ جوڑے۔ تو مولانا شاہ محمد احمد صاحب ایسی بلاؤں میں مبتلا ہوئے۔ پھر ان کے اُس زمانہ کے شعر دیکھیے۔ ان کی کتاب ہے ''عرفانِ محبت'' اس کے اندر یہ درد بھرے اشعار ہیں۔

بڑھ رہا ہے پھر شرور دشمناں
آتے ہیں ہر سمت سے تیر و سناں
مجھ کو جی بھر کر ستالیں شوق سے
میں خلافِ حق نہ کھولوں گا زباں
حق پرستی کی سزا جورِ عیاں
ہے یقیناً سنتِ پیغمبراں

یہ ہے حضرت کا درد بھرا کلام، جس میں انہوں نے فریاد کی ہے کہ میں نے کون سا جرم کیا تھا، صرف سنت کا راستہ بتایا تھا اور بدعت کو مٹایا تھا جس کی مجھے اتنی بڑی سزا دی گئی۔ دیکھو شعر اس کو کہتے ہیں۔ جب کوئی ستاتا ہے اور دل سے آہ نکلتی ہے تو وہ آہ ایسی ہوتی ہے جو ساتوں آسمان پار کر جاتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ مظلوم کی آہ سے ڈرو، مظلوم کی آہ میں اور اللہ میں کوئی حجاب اور فاصلہ نہیں ہوتا۔ مظلوم کی دُعا فوراً قبول ہوتی ہے۔ مجھے اپنا ایک شعر یاد آیا۔

ہر شاخ سے لپٹ کر روتی ہے ایک چڑیا
دیکھا ہے جب سے اپنا جلتا ہوا نشیمن

جب چڑیا دیکھتی ہے کہ کسی نے میرے گھونسلہ میں آگ لگادی ہے تو کیا وہ بیچاری آہ نہ کرے گی؟

خدّامِ دین کے لیے ذکر کی اہمیت

اس لیے جتنے سالکین خاص کر میرے سامنے جو حضرات بیٹھے ہیں اور ان میں سے بعض کو دین کی خدمت کی سعادت بھی نصیب ہے، ان سے عرض کرتا ہوں کہ ذکر میں ناغہ مت کرو، ورنہ علوم وارد نہیں ہوں گے، صوفیاء کا اجماع ہے کہ مَنْ لَا وِرْدَ لَهٗ لَا وَارِدَ لَهٗ، جس

کے معمولات میں وِردووظیفہ اور اللہ اللہ نہیں ہوں گے اس پر علوم وارد نہیں ہوں گے، اس کے دل میں علوم کی آمد نہیں ہوگی، اس پر صوفیاء کا اجماع ہے اور یہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں موجود ہے۔ لہٰذا ہر وقت صرف خدمتِ خلق میں نہ لگے رہو، کچھ وقت خلوت کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ضرور رکھو، ورنہ دل سے برکت ختم ہوجائے گی۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کنویں سے مسلسل پانی نکالا جاتا ہے تو اس میں کیچڑ آنے لگتی ہے لہٰذا کنویں کو وقفہ ملنا چاہیے تاکہ پھر سے پانی جمع ہوجائے۔ اسی طرح دین کے خادموں اور تبلیغ والوں کو بھی چاہیے کہ کچھ وقت خلوت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھیں جہاں کوئی بھی نہ ہو، بس بندہ ہو اور اللہ ہو، مالک ہو اور غلام ہو، پہلے مالک سے لو پھر مخلوق میں تقسیم کرو۔

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اپنا مٹکا نل کے نیچے رکھو، جب مٹکا بھر جائے اور چھلکنے لگے تو چھلکتا ہوا مال مخلوق کو دو، یہ نہیں کہ سب دے دیا اور خود خالی ہوگئے۔ لہٰذا خوب اللہ اللہ کرو، خوب ذکر کرو، خوب اللہ والوں کے پاس بیٹھو پھر جب دل نور سے بھر کر چھلکنے لگے تو امت کو چھلکتا ہوا مال دو۔ جن مولویوں نے اللہ اللہ نہیں کیا اور بزرگوں کی صحبت نہیں اُٹھائی تو ان کے دل کا مٹکا خالی نظر آتا ہے۔ لہٰذا اپنا مٹکا بھرنے کے بعد چھلکتا ہوا مال لوگوں کو دو پھر دیکھو پینے والوں کو بھی مزہ آئے گا اور یہ خود بھی مست ہوگا، اگر خود بامزہ نہیں ہوگا تو دوسروں کو کیسے بامزہ کرے گا؟ جب خود ہی دیوانہ نہیں ہوگا تو دوسروں کو کیسے دیوانہ بنائے گا؟ جو شخص خود دیوانہ نہیں ہے اور دوسروں کو دیوانہ بنانے کی کوشش کررہا ہے تو یہ سمجھ جاؤ کہ یہ شخص چالباز ہے، یہ لوگوں پر تنہائی میں ہنستا ہے کہ دوسروں کو اچھا بے وقوف بنایا۔ تو اصلی دیوانہ وہ ہے جو پہلے خود دیوانہ بنے، دیوانہ بنانے کا حق اس کو حاصل ہے جو پہلے خود اللہ کا دیوانہ بنے لہٰذا منبر پر بیٹھنے سے پہلے خود دیوانے بنو ؎

بن کے دیوانہ کریں گے خلق کو دیوانہ ہم

برسرِ منبر سنائیں گے تیرا افسانہ ہم

میں اپنے بیٹے مولانا مظہر صاحب سے بھی کہتا ہوں کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے میری غیر موجودگی میں ان سے دین کا کام لے رہا ہے کہ اللہ کے ساتھ خلوت میں ذکر کا معمول ضرور رکھیں۔ جس کی خدا سے خلوت جتنی عمدہ ہوگی، اتنی ہی جلوت میں اللہ تعالیٰ اس کے انوار کو

مخلوق میں بڑھاتے ہیں اور اگر خدا سے خلوت نہ ہو تو پھر اس کی جلوت میں بھی برکت نہیں رہتی۔ اس لیے نصیحت کرتا ہوں کہ ذکر کی پابندی ضرور رکھو۔

بہر حال خاص کر دین کے خادموں کے لیے بہت ضروری ہے کہ ذکر کے لیے خلوت کا وقت ضرور رکھیں۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ تھوڑی دیر خلوت میں اپنے دوست سے ملاقات کرے، جیسے لوگ کہتے ہیں کہ بھئی! آپ کے پاس ملاقات کا کون سا وقت ہے؟ مجھ سے بھی پوچھتے ہیں کہ آپ کے ہاں کوئی ایسا ٹائم ہے جب کوئی نہ ہو، میں تنہائی میں آپ سے ملنا چاہوں گا۔ تو اللہ میاں سے یہ کیوں نہیں کہتے کہ اللہ میاں! آپ کے پاس کوئی وقت ایسا ہے کہ میں خلوت میں ملوں۔ اور اللہ میاں کے پاس ہمارے لیے ہر وقت ٹائم ہے، یہ نہ سوچو کہ سارے فرشتے بھی وہیں بیٹھے ہیں اور سارے انبیائے علیہم السلام اور اولیاء اللہ بھی بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو بیک وقت الگ الگ وقت دے رکھا ہے، اس وقت میں بندہ ہوتا ہے اور اللہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی شان عجیب ہے، ہر ایک کے ساتھ ان کا خصوصی تعلق ہے۔

جہاں جاتے ہیں تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگ محفل دیکھ لیتے ہیں

ذکر کرتے وقت کیا مراقبہ کریں؟

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ذکر کرتے وقت لَآ اِلٰہَ کہو تو یہ مراقبہ کرو کہ قلب غیر اللہ سے خالی ہو گیا اور جب اِلَّا اللّٰہُ کہو تو یہ مراقبہ کرو کہ دل میں آسمان سے اللہ کا نور آرہا ہے۔ ذکر کا یہ طریقہ ہمارے پَر دادا حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سکھایا ہے، اور حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے پَر دادا کیسے ہوئے؟ کیوں کہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے دادا ہوئے تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پَر دادا ہوئے کہ نہیں؟ اور خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؔ رحمۃ اللہ علیہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ذکر میں اپنے یہ تین شعر ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔

دل میرا ہو جائے ایک میدان ہو
تو ہی تو ہو، تو ہی تو، تو ہی تو

اور میرے تن میں بجائے آب و گِل
دردِ دل ہو، دردِ دل ہو، دردِ دل
غیر سے بالکل ہی اُٹھ جائے نظر
تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر

تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتے وقت یہ تصور کرو کہ میری لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ساتوں آسمان پار کر گئی ہے اور اللہ تعالیٰ سے براہِ راست مل کر آرہی ہے اور اِلَّا اللّٰہُ کہتے وقت یہ تصور کرو کہ ایک ستون ہے جو عرشِ اعظم سے میرے دل میں لگا ہوا ہے، اور اِلَّا اللّٰہُ کی برکت سے اللہ کا نور اس ستون کے ذریعہ میرے دل میں آرہا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب دل صاحبِ نسبت ہوتا ہے، تعلق مع اللہ کی دولت سے مشرف ہوتا ہے، خدائے تعالیٰ کی محبت کا ذرّہ دل میں داخل ہوتا ہے تو اللہ والوں کا دل کتنا وسیع ہو جاتا ہے، تو فرماتے ہیں ؎

ظاہرش را پشہ آرد بہ چرخ
باطنش باشد محیط ہفت چرخ

اللہ والوں کا ظاہری جسم تو اتنا کمزور ہوگا کہ اگر مچھر بھی کاٹ لے تو شور کرنے لگیں گے لیکن ان کا باطن ساتوں آسمان کو اپنے اندر لیے ہوئے ہوتا ہے ؎

در فراخِ عرصۂ آں پاک جاں
تنگ آید عرصۂ ہفت آسماں

یعنی اللہ والوں کی پاک جانوں میں اتنی زیادہ فراخی، وسعت اور کشادگی ہوتی ہے کہ ساتوں آسمان کی کشادگی ان کے قلب کی وسعتوں کے سامنے تنگ ہو جاتی ہے۔ یہ اس شخص کا کلام ہے جس کو سارے علمائے امت اللہ کا ولی سمجھتے ہیں۔

تو لَآ اِلٰہَ پڑھتے وقت یہ تصور کیا جائے کہ ہماری لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آسمان تک گئی، ساتوں آسمان کو پار کیا اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی کیوں کہ حدیث میں آتا ہے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَیْسَ لَھَا حِجَابٌ دُوْنَ اللّٰہِ[۵]

---

۵ جامع الترمذی: ۱۹۱/۲، باب بعد بیان باب عقد التسبیح بالید، ایج ایم سعید۔ ذکرہ بلفظ دون اللہ حجاب/ مشکوٰۃ المصابیح: ۲۱/۲ (۲۳۱۳)، باب ثواب التسبیح والتحمید، مکتبۃ امدادیۃ، ملتان

یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں اور اللہ میں کوئی پردہ نہیں ہے۔

نگاہِ عشق تو بے پردہ دیکھتی ہے اسے
خرد کے سامنے اب تک حجابِ عالم ہے

عقل یوں تو مجبور ہے لیکن جب اللہ کی محبت عطا ہو جائے تو وہ نگاہِ عاشق سے انہیں بے پردہ دیکھتی ہے۔ مولانا بدرِ عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ شخص ہیں جن کی قبر مدینہ پاک جنت البقیع میں ہے، حکومت کی طرف سے ان کی قبر ہر چھ مہینہ بعد تین دفعہ کھودی گئی تاکہ دوسرا مردہ دفن کیا جائے، کیوں کہ وہاں رواج ہے کہ چھ مہینہ بعد نیا جنازہ دفن کر دیتے ہیں، تو ہر چھ مہینہ بعد دیکھا کہ بڑے میاں آرام سے لیٹے ہیں اور کفن بھی بالکل صحیح ہے اور جسم بھی بالکل صحیح ہے۔ یہ بات مدینہ پاک میں ثقہ روایات سے اہل مدینہ نے میرے شیخ ثانی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کے سامنے بیان کی۔ تو جب مسلسل تین مرتبہ ان کی قبر کھود کر دیکھا گیا تو سعودی حکومت نے ایک قانون جاری کیا کہ اب ان کی قبر کو ایسے ہی رہنے دو۔ ترجمان السنۃ کے نام سے مولانا بدرِ عالم صاحب کی ایک کتاب ہے، اپنی اس کتاب میں وہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ساتوں آسمان پار کر جاتی ہے، اللہ میں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں کوئی پردہ نہیں ہے، ہماری لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ زمین سے جا کر براہِ راست اللہ سے ملتی ہے۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ اگر ہم خود وہاں تک نہیں جاسکتے تو اپنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو وہاں تک پہنچا دو۔ کسی ظالم نے کیا خوب کہا ہے ؎

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے جو اس محفل میں ہو

تو بہت سے لوگ اس ذکر کو کرتے ہیں مگر آج حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بتایا ہوا جو مراقبہ اختر بیان کر رہا ہے اس طرح مراقبہ کر کے ذکر کرو پھر دیکھو کہ روح کا جہاز اللہ تک اُڑ جائے گا ان شاء اللہ، اتنا قرب عطا ہو گا کہ حیرت میں آ جاؤ گے۔ اسی لیے بزرگوں کے ساتھ اور بزرگوں کے غلاموں اور خادموں کے ساتھ اُٹھا بیٹھا جاتا ہے۔ میں اپنے کو اللہ والوں کا خادم اور غلام اس لیے کہہ دیتا ہوں تاکہ میری طرف سے اللہ والا ہونے کا دعویٰ ثابت نہ ہو، مگر میری غلامی اور میری خادمیت پر تاریخ اور سارا زمانہ شہادت دے گا، اس کو کیسے بھلایا جاسکتا ہے۔

ذکر کرنے کا بہترین طریقہ

ذکر کرتے وقت بیٹھ کر صرف جھومنا ثابت ہے، حدیث میں وجد کرنے کا حکم آیا ہے۔ حدیث پاک میں ہے سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ[۶] علامہ محی الدین ابو زکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ کے کیا معنیٰ ہیں؟ اَیِ اِھْتَزُّوْا فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ[۷] یعنی مُفَرِّدُوْنَ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ذکر سے اپنی جگہ سے ہل جاتے ہیں، تھوڑا سا حرکت میں آجاتے ہیں۔ میں وجد سے متعلق حدیث کے الفاظِ نبوت پیش کررہاہوں سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ یعنی مُفَرِّدُوْنَ کون لوگ ہیں؟ اَلَّذِیْنَ اِھْتَزُّوْا فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ جو اللہ کی یاد میں مست ہو جاتے ہیں، ہلنے لگتے ہیں، اللہ پر فریفتہ ہو جاتے ہیں کیوں کہ آدمی محبت میں جھوم جاتا ہے۔ تو اس حدیث سے وجد بھی ثابت ہوتا ہے۔

میرے مرشدِ اوّل حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بارہ مرتبہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت عطا فرمائی تھی اور ایک مرتبہ تو اس طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک کے لال لال ڈورے بھی نظر آئے۔ حضرت نے مجھ سے خود فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اس طرح کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے لال لال ڈورے بھی میں نے دیکھے اور میں نے خواب ہی میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں نے آپ کو خوب دیکھ لیا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں عبدالغنی! تم نے اللہ کے رسول کو خوب دیکھ لیا۔ ارے میاں! یہ قسمت کی بات ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو کیا مقام عطا فرمایا تھا، مجھے تو حضرت اس دنیا کے لگتے ہی نہیں تھے، حضرت تو آخرت والے تھے۔

تو میرے شیخ اوّل شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ذکر کا بہترین وقت تب ہوتا ہے جب نہ پیٹ بھرا ہو نہ بھوک لگی ہو۔ اللہ والوں کی کیا شان ہے! فرماتے ہیں کہ نہ پیٹ بھرا ہو کہ دعوت کھاکے آئے ہوں اور پیٹ بھرا ہوا ہے، اس وقت ذکر کرنے سے

۶؎ شعب الایمان للبیہقی:۱/۳۸۹، فصل فی ادامۃ ذکر اللہ تعالیٰ، بیروت
۷؎ شرح مسلم للنووی:۲/۱۷، باب الحث علیٰ ذکر اللہ تعالیٰ، دار احیاء التراث، بیروت

دل ودماغ کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اور شدید بھوک بھی نہ ہو ورنہ اس وقت روٹی میں دھیان لگا رہے گا، جب روٹی، بوٹی اور لنگوٹی میں دھیان ہو گا تو ذکر میں کیا مزہ آئے گا۔ بس ایسا وقت ہو جیسے مغرب کے بعد کا، کیوں کہ اکثر لوگ عشاء کے بعد کھانا کھاتے ہیں، تو ذکر کا بہترین وقت مغرب کے بعد اور فجر کے بعد کا ہے ورنہ جس وقت بھی اللہ موقع دے۔

نالہ پابندِ نے نہیں ہے
فریاد کی کوئی لے نہیں ہے

اسی طرح ٹہلنا صحت کے لیے ضروری ہے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن کو صحت کے لیے ٹہلنا ضروری ہے ان کو مسجد میں بیٹھ کر اشراق کا انتظار کرنے سے زیادہ ثواب ٹہلنے میں ملے گا کیوں کہ اگر صحت ہی نہیں رہے گی تو فرض نماز بھی نہیں پڑھ سکے گا، نفل کیا پڑھے گا۔ لہٰذا جو لوگ صحت کے لیے ٹہلنے جاتے ہیں وہ ٹہلنے کے بعد واپس آکر اشراق پڑھ لیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فجر پڑھ کر جنگل میں چلے جاتے تھے، اشراق بعد میں پڑھتے تھے۔ حضرت اس جنگل میں ٹہلتے ہوئے روزانہ پانچ پارے پڑھتے تھے۔ تھانہ بھون کے سامنے وہ جنگل میں نے دیکھا ہے جس کے متعلق حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے دنیا میں جو کچھ ملتا ہے، جو علوم عطا ہوتے ہیں اسی جنگل میں عطا ہوتے ہیں کیوں کہ جنگل میں گناہ نہیں ہوتے، بستیوں میں تو گناہ ہوتے ہیں، ان کی فضا مکدر ہوتی ہے، جیسے ڈیزل وغیرہ سے ظاہری فضا مکدر ہوتی ہے، ویسے ہی باطنی فضا گناہوں سے مکدر ہوتی ہے اور جنگل میں نہ ڈیزل ہوتا ہے نہ گناہ، ظاہری ہوا بھی صاف اور باطنی ہوا بھی صاف، تو چوں کہ جنگلوں میں گناہ نہیں ہوتے اس لیے صوفیاء صحت کے لیے وہاں ٹہلنے کا معمول رکھتے ہیں۔ بس یہ سمجھ لیجیے کہ صبح کی ہوا لاکھ روپے کی دوا۔

ایک بڑے مفتی صاحب بہت بیمار ہوگئے، انہیں چکر آتے تھے تو انہوں نے ٹہلنا شروع کر دیا، اب کہتے ہیں کہ میں اٹھارہ سال کا معلوم ہو رہا ہوں حالاں کہ ہیں ستر سال کے، تو ورزش یعنی ٹہلنا ان کے لیے بہت مفید ہے اور ٹہلنے کا وقت بھی وہی ہے کہ نہ پیٹ بھرا ہوا اور نہ بھوک لگی ہو، درمیانہ وقت ہو۔

نیم پیر خطرۂ حیات

میرے پیر و مرشد شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ذکر کرتے وقت سیدھے بیٹھو، کمر جھکا کر نہ بیٹھو، اس سے کمر ٹیڑھی ہو جائے گی اور آدمی کبڑا ہو جاتا ہے۔ اور ذکر کرتے وقت دل کی طرف ہلکا سا دھیان رکھو مگر ضربیں مت لگاؤ، نہ گردن کو زیادہ جھٹکے سے دائیں بائیں کرو۔ مجھے کشمیر میں ایک پروفیسر ملے، انہوں نے کہا کہ لاہور کے ایک پیر نے مجھ سے اسی طرح ذکر کرایا، آج تک میری گردن سوجی ہوئی ہے، اور دماغ بھی ایسا کمزور ہو گیا تھا کہ میں خود کشی کرنے جا رہا تھا۔ پھر جب انہوں نے مجھ سے تعلق قائم کیا تو میں نے کچھ دوائیں لکھ دیں اور ذکر ملتوی کرا دیا اور ان سے کہا کہ خوب سیب کھاؤ تاکہ تمہارا آسیب بھاگ جائے اور خوب ہنسو بولو، تفریح کرو، ننگے پیر گھاس پر چلو۔ کچھ دن کے بعد وہ ٹھیک ہو گئے، سارے خیالات اور خود کشی کے وسوسے سب ختم ہو گئے، ایک دم تگڑے ہو گئے اور اللہ والے بھی بن گئے۔ اس لیے کہتا ہوں کہ ان نااہلوں اور اناڑی پیروں سے خدا بچائے اور اناڑی ملاؤں سے بھی بچائے اور اناڑی حکیموں سے بھی بچائے۔ نیم مُلا خطرۂ ایمان، نیم حکیم خطرۂ جان اور نیم پیر خطرۂ حیات کیوں کہ وہ بھی زندگی کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے ذکر کا طریقہ

ہمارے بزرگوں نے فرمایا کہ جب لَآ اِلٰہَ کہو تو ذرا سا داہنی طرف جھک جاؤ اور اِلَّا اللہُ کہتے وقت ذرا سا بائیں طرف جھک جاؤ۔ اس طرح کرنے سے نہ کوئی ضرب لگے گی اور نہ زیادہ حرکت ہو گی۔ اور اِلَّا اللہُ کہتے وقت تصور کرو کہ عرشِ معلیٰ سے ہمارے قلب تک نور کا ایک ستون لگا ہوا ہے اور اس سے ہمارے قلب میں اللہ کا نور آ رہا ہے۔

اَللہ اَللہ کے ذکر کا طریقہ

جب اللہ کہو تو یہ تصور کرو کہ ایک زبان منہ میں ہے اور ایک زبان قلب میں ہے، زبان سے بھی اللہ نکل رہا ہے اور دل کی زبان سے بھی اللہ نکل رہا ہے۔ اس طرح دردِ محبت سے اللہ کا نام لو کہ ظالم مجنوں کیا لیلیٰ لیلیٰ کرتا ہو گا۔

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود

مولیٰ کی محبت لیلیٰ سے کمتر نہیں ہو سکتی۔ اس لیے محبت سے اللہ کا نام لو۔ اور پہلے اللہ پر جَلَّ جَلَالُہٗ کہنا واجب ہے۔ یہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، یہ مسئلہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ پہلے اللہ پر جَلَّ جَلَالُہٗ کہنا واجب ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ مبارک پر پہلی مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہے ایسے ہی اللہ کے نام پر پہلی مرتبہ جَلَّ جَلَالُہٗ کہنا واجب ہے۔ اب اس کے بعد ذکر شروع کیجیے۔

ستر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھنے پر مغفرت کی بشارت

تو میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے ذکر سے متعلق کچھ عرض کر رہا تھا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ کی شرح میں یہ حدیث نقل کی ہے مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ سَبْعِیْنَ اَلْفًا غُفِرَلَہٗ جو ستر ہزار مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھے یا پڑھ کر کسی کو بخش بھی دے تو جس کو ثواب بخشا جائے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی اور پڑھنے والے کو بھی بخش دیا جائے گا۔ اس پر محدث عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں لکھا ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے دستر خوان پر ایک نوجوان آیا جو اس زمانہ کا ولی اللہ تھا، بعض بندوں کو اللہ تعالیٰ جوانی میں ولی اللہ بنا دیتے ہیں، بالغ ہوتے ہی ولی اللہ ہو جاتے ہیں۔ تو بزرگوں کا دستر خوان ہمیشہ وسیع ہوتا ہے، بخل اور ولایت اور بخل اور نبوت دونوں جمع نہیں ہو سکتے، دنیا میں کوئی نبی کنجوس نہیں ہوا، کوئی ولی اللہ بھی کنجوس نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہر بزرگ کے دستر خوان کو اللہ تعالیٰ نعمتوں سے نوازتے ہیں۔ کَانَ شَابٌّ مَشْھُوْرًا بِالْکَشْفِ اس نوجوان کا کشف بہت مشہور تھا، اس نے کھانا شروع کر دیا، اتنے میں کھاتے کھاتے زور سے رونے لگا، فَبَکٰی پس وہ رویا تو شیخ نے پوچھا مَا ھٰذَا الْبُکَاءُ، تم رو کیوں رہے ہو حالاں کہ دستر خوان پر اتنے عمدہ عمدہ کھانے کھا رہے ہو؟ اس نے کہا اِنِّیْٓ اَرٰی اُمِّیْ فِی الْعَذَابِ میں اپنی ماں کو عذاب میں دیکھ رہا ہوں۔ چوں کہ وہ کشف میں مشہور تھا اس لیے شیخ نے اس کے کشف پر انکار نہیں کیا بلکہ دل میں سوچا کہ ضرور کوئی بات ہے۔ شیخ کے پاس ستر ہزار مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا ثواب جمع تھا، ابھی کسی کو بخشا نہیں تھا۔ تو شیخ نے اس کے کشف کو آزمانے کے

لیے دل میں کہا، زبان سے کوئی حرکت نہیں کی صرف دل میں کہا کہ یَا اَللہُ! فَوَھَبْتُ لِاُمِّہٖ ثَوَابَ تَحْلِیْلَۃِ الْمَذْکُوْرَۃِ میں نے اس کی ماں کو ستر ہزار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا ثواب بخش دیا۔ فَضَحِکَ الشَّابُ پس وہ نوجوان زور سے ہنسا، شیخ نے پوچھا مَا ھٰذَا ضَحِکُتُمْ؟ تم کیوں ہنسے؟ اس نے کہا اِنِّیْ اَرٰی اُمِّیْ فِیْ حُسْنِ الْمَآبِ میں اپنی ماں کو جنت میں دیکھ رہا ہوں۔ شیخ فرماتے ہیں کہ فَاَرَدْتُّ صِحَّۃَ کَشْفِہٖ بِصِحَّۃِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ وَصِحَّۃَ ھٰذَا الْحَدِیْثِ بِصِحَّۃِ کَشْفِہٖ[۸] اس کے کشف سے میرا اس حدیث کی صحت پر یقین اور بڑھ گیا اور حدیث کی صحت سے اس کے کشف پر یقین اور بڑھ گیا کہ یہ واقعی ولی اللہ اور صاحبِ کشف ہے۔

ستر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھنے کا آسان طریقہ

مشکوٰۃ کی شرح ہے ”مظاہر حق“ اس میں لکھا ہے کہ پہلے زمانہ میں صوفیاء کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی پانچ تسبیح بتاتے تھے اور تمام اکابر نے بھی یہی لکھا ہے کہ پانچ سو مرتبہ پڑھو، اس طرح پانچ مہینے میں پچھتّر ہزار مرتبہ ہو جاتا ہے۔ اور آٹھ دس دفعہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھنے کے بعد درمیان درمیان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر کلمہ پورا کرلو۔

تو روزانہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی پانچ تسبیح پڑھنے سے پانچ مہینے میں پچھتّر ہزار مرتبہ کلمہ پورا ہو گا۔ تو ہر پانچ ماہ بعد اپنے کسی رشتہ دار مثلاً ابا کو، والدہ کو، دادا کو، دادی کو، نانا کو، نانی کو ستّر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھ کر بخش سکتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد ہی ثواب بخشا جاتا ہے حالاں کہ زندگی میں بھی کسی کو ثواب بخش سکتے ہیں۔ تو اگر روزانہ پانچ سو مرتبہ کلمہ پڑھیں گے تو ہر پانچ ماہ بعد پچھتّر ہزار ہو جائے گا، ستّر ہزار کسی رشتہ دار کو بخش دیں تو پانچ ہزار بچ جائے گا، چودہ مہینے میں یہ اضافی پانچ ہزار جمع ہوتے ہوتے مزید ستّر ہزار ہو جائے گا۔

لٰہذا آپ لوگ اس کا ارادہ کرلیں بلکہ آج سے وعدہ کرلیں، ایک وعدہ ہوتا ہے بمنزلہ ارادہ لیکن آپ لوگ پکا ارادہ کرلیجیے کہ ایک تسبیح تو سب لوگ پڑھیں گے ورنہ اگر اللہ توفیق دے تو پانچ تسبیح پڑھیں جو پچیس منٹ میں پوری ہو جاتی ہیں۔ اللہ ہمیں روزانہ چوبیس

۸؎ مرقاۃ المفاتیح: ۳/۲۰۰، باب ما علی المأموم من المتابعۃ وحکم المسبوق، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ

گھنٹے یعنی چودہ سو چالیس منٹ کی زندگی دیتا ہے، تو چودہ سو منٹ اپنے کھانے پینے کے لیے رکھ لو، اپنی دنیا کے لیے رکھ لو اور چالیس منٹ اللہ کے لیے تسبیح لے کر بیٹھ جاؤ۔ تو پچیس منٹ میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی پانچ تسبیح ہو جاتی ہیں پھر دیکھو کہ قلب نور سے بھر جائے گا، پھر آپ کا منبر منبر ہو گا، پھر آپ کی تقریر میں جان آجائے گی ان شاء اللہ۔ اور وہ جملہ پھر سمجھ لو مَنْ لَا وِرْدَلَہٗ لَا وَارِدَلَہٗ، جو ورد و وظیفے نہیں کرتا اس کے قلب میں مضامین کی آمد نہیں ہوتی، اور اگر اللہ کرنے والا ہے تو اللہ والوں کی جوتیاں اُٹھانے کے صدقہ میں ان کی زبان سے ایسے علوم نکلتے ہیں کہ بڑے بڑے علماء حیران ہو جاتے ہیں۔

میں آج کل بیان نہیں کرتا لیکن کبھی کبھی بتقاضۂ قلب بیان کر دیتا ہوں، جب دل میں جوش اُٹھتا ہے جیسے ماں کی چھاتی میں دودھ زیادہ ہوتا ہے تو وہ بچے کو تلاش کرتی ہے ورنہ تکلیف میں رہتی ہے۔ تو میری روح میں اس وقت تقاضا پیدا ہوا کہ میں آپ حضرات کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر سکھا دوں، پھر پتا نہیں موقع ملے یا نہیں، زندگی ایک دن خاموش ہونے والی ہے، چراغِ زندگی بجھنے والا ہے۔ اس لیے جلدی جلدی اپنی حیات کو کارآمد بنالیں اور وطن آخرت کی تیاری کر لیں، کچھ آگے کے لیے بھیج دیں۔

اَللہ اَللہ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ذکر کا قرآن پاک سے ثبوت

تو اس کلمہ سے بڑھ کر کسی اور کلمہ سے اتنا سلوک طے نہیں ہوتا کیوں کہ یہ نص قرآن سے ثابت ہے:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ﴿٨﴾
رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿٩﴾ [9]

قاری ثناء اللہ پانی پتی تفسیرِ مظہری میں لکھتے ہیں کہ صوفیاء اللہ اللہ کا جو ذکر بتاتے ہیں وہ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ سے ثابت ہے کہ اپنے رب کا نام لیجیے۔ [10] اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر کہاں

[9] المزمل:۸-۹

[10] التفسیر المظھری:۱۰/۱۱۱،المزمل(۹)،دار احیاء التراث،بیروت

سے ثابت ہے؟ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا یہ تفسیر مفسرین لکھ رہے ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ تصوف کہاں سے ثابت ہے؟ یہ تو سب پیری فقیری کے چکر ہیں۔ تو سارا تصوف قرآن وحدیث میں موجود ہے، اگر تصوف قرآن وحدیث میں نہ ہوتا تو حکیم الامت، مولانا گنگوہی، مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہم جیسے علماء اس راستہ میں کیوں آتے؟ اگر یہ جہالت کی چیز تھی تو یہ علماء ربانی اس طرف قدم نہ رکھتے، وہ سب سے زیادہ اس راستے سے بچتے، لیکن جب علماء اس راستے پر چل پڑے ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ اولیاء اللہ کی شاہراہ ہے۔

اہل اللہ کی وجد آفرین دعائیں

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بدّو ذاکر، شاغل، تہجد گزار روضۂ مبارک پر حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ یا اللہ! مجھے اپنا ولی بنالیجیے، اس سے آپ کے نبی خوش ہوجائیں گے، اگر آپ مجھے اپنا ولی بنالیں گے تو آپ کے نبی خوش ہوجائیں گے اور آپ کے نبی آپ کے پیارے اور محبوب ہیں اور اگر آپ نے مجھے اپنا ولی نہیں بنایا تو شیطان خوش ہوجائے گا اور آپ کے نبی غمگین ہوجائیں گے، تو اب آپ فیصلہ کرلیں کہ آپ کس کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور کس کو غمگین کرنا چاہتے ہیں۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آہ! وہ بدو تھا بدو! دیہات کا رہنے والا تھا، بہت زیادہ قرآن وحدیث اور فقہ پڑھا ہوا نہیں تھا لیکن اللہ کی نسبت سے اس کو یہ مضمون عطا ہوا کہ اے اللہ! آپ مجھے اپنا ولی بنالیجیے، اگر آپ نے مجھے اپنا ولی بنالیا تو آپ کے نبی خوش ہوجائیں گے اور شیطان غمگین ہوجائے گا اور شیطان آپ کا دشمن ہے، اور نبی آپ کے محبوب ہیں، اگر آپ مجھے اپنا ولی نہیں بناتے تو آپ کا دشمن شیطان خوش ہوجائے گا، اور آپ کے محبوب نبی غمگین ہوجائیں گے، تو آپ کس کو خوش کرنا چاہتے ہیں؟ آہ! بدو اپنے اللہ سے کس انداز میں دعا مانگ رہا ہے۔

ایک بزرگ اللہ میاں سے کہہ رہے تھے کہ یا اللہ! آپ کا نام بہت بڑا ہے، جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنی ہم پر مہربانی کردیجیے۔ آپ دیکھیے دنیا میں بھی یہ رائج ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور! اللہ نے آپ کو بہت بڑا بنایا ہے، میں آپ کی بہت تعریف سن کر آیا ہوں،

تو اس آدمی کو بھی کچھ شرم آجاتی ہے۔ تو وہ بزرگ اللہ میاں سے کیسے مانگ رہے تھے کہ اللہ میاں! آپ کا نام بہت بڑا ہے جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنی ہم پر مہربانی کر دیجیے۔ کیا دُعا مانگی ظالم نے! ذرا اس طرح مانگ کر دیکھو مزہ آجائے گا۔ لیکن پہلے ان کا نام لے لو یعنی کچھ ذکر کر لو پھر دُعا مانگو تو زیادہ مزہ آئے گا۔ کچھ اللہ اللہ کر کے، کچھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ کر پھر اللہ میاں سے کہو کہ میں نے آپ کا نام لیا ہے، آپ کا نام بہت بڑا نام ہے، جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنا ہم پر رحم کر دیجیے۔

ٹیکسلا میں میرے دوست ہیں حکیم امیر احمد صاحب۔ ایک مرتبہ ان سے کسی نے کہا کہ صاحب! معاشرہ خراب ہے، دنیا گناہوں سے بھری ہے، اس زمانہ میں کوئی اللہ والا کیسے بن سکتا ہے؟ پھر اس نے ایک جملہ کہا کہ جناب! اکیلا چنا بھاڑ کیسے پھوڑ سکتا ہے؟ اب حکیم امیر احمد صاحب کا جواب سنیے: یہ مجذوب تھے، عالم نہیں تھے لیکن انہوں نے جواب دیا کہ میاں! اکیلا چنا بھاڑ نہیں پھوڑ سکتا مگر خود تو پھوٹ سکتا ہے۔ آہ! ارے ہم تو اللہ پر فدا ہو جائیں، دنیا فدا ہو یا نہ ہو، ہم تو اپنے اللہ پر قربان ہو جائیں۔

پشاور میں انہیں حکیم امیر احمد مرحوم نے عجیب طرح سے دُعا مانگی، اس وقت میں بھی موجود تھا، بنگلہ دیش کے کمال صاحب بھی تھے اور مولوی فضل الرحمٰن بھی تھے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ میاں! میرے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں اپنے بڑے بڑے ہاتھوں سے دے دیجیے۔ اور اللہ میاں کو اپنے ہاتھ بھی دِکھا رہے ہیں کہ اللہ میاں میرے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو اپنے بڑے ہاتھوں سے عطا فرما دیجیے، آپ بڑے ہیں تو آپ کا ہاتھ بھی بڑا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہاتھوں سے پاک ہے، یہ نہ سمجھیے کہ اللہ میاں کے ہاتھ ہیں۔ یَدٌ کی اصطلاح قرآن پاک میں بھی استعمال ہوئی ہے کہ بِيَدِهِ الْمُلْكُ سارا جہاں اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے یعنی سارا جہاں اللہ ہی کی قدرت میں ہے، یَدٌ قدرت کے معنٰی میں ہے یعنی بِقُدْرَتِه، اللہ کی قدرت میں سارا جہاں ہے۔ تو ان کا اس معنٰی میں یَدٌ کی اصطلاح کا استعمال کرنا صحیح ہے۔

بس اب دُعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو ذکر کی توفیق عطا فرمائے۔ یا اللہ! ذکر کے خلاف کرنے سے یعنی ہر گناہ اور نافرمانی سے بچنے کی ہمیں توفیق عطا فرما دیجیے۔

یا اللہ! ہمارے دلوں کو اللہ والا بنادیجیے، ہماری ہر سانس کو اپنی ذاتِ پاک پر فدا کر کے اس سانس کو، اس زندگی کو قیمتی بنادیجیے اور اپنی نافرمانی میں ایک سانس بھی ہم کو جینے سے بچائیے اور ہماری حیات کو بدتر از ممات ہونے سے بچائیے۔ یا اللہ! جانوروں کی زندگی سے بدتر اس شخص کی زندگی ہے جو آپ کو ناراض رکھتا ہے۔ اے خدا! ہم سب کو توفیق عطا فرما کہ ہم ایک سانس بھی آپ کو ناراض نہ کریں۔ اللہ! اپنی نافرمانی سے ہم سب کو بچنے کی توفیق عطا فرما۔ اور جو اولیاء اللہ آپ نے دنیا میں پیدا کیے ہیں اور آپ جو کچھ ان کے باطن میں، ان کے سینوں میں عطا فرماتے ہیں تو بلا استحقاق محض اپنے کریم ہونے کے صدقہ میں اپنے اولیاء کی ان نعمتوں کو ہمارے سینوں میں بھی عطا فرما دیجیے۔ وہ دردِ دل جو آپ اپنے دوستوں کو عطا فرماتے ہیں ہمارے قلوب کو بھی عطا فرمادیجیے تاکہ ہماری دنیا بھی برکت والی گزرے۔ اے زمین و آسمان کے خزانوں کے مالک اور اپنے خزانوں سے بے نیاز مالک، اپنے خزانوں سے مستغنی مالک! ہم فقیروں پر دنیا اور آخرت کے سب خزانے برسادیجیے۔

دستِ بکشا جانبِ زنبیلِ ما

اے میرے مالک! ہماری جھولیوں کی طرف اپنے دستِ کرم کو بڑھائیے اور دنیا و آخرت دونوں جہاں کی نعمتوں سے ہم کو، ہماری اولاد کو، دوستوں کو اور سب کو مالامال فرمادیجیے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ، یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

❁❁❁❁

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

”اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہوگی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

❁❁❁❁

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اہل اللہ سے اکتسابِ فیض کے لیے جن امور کی تلقین فرمایا کرتے تھے ان میں سے ایک ذکر اللہ کی پابندی ہے۔ اکابر علماء و صوفیاء کے نزدیک راہِ سلوک طے کرنے کی سب سے تیز رفتار سواری ذکر اللہ ہے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق ذکر، ذاکر کو مذکور تک پہنچا دیتا ہے، لیکن اس کی رہنمائی کے لیے کسی اللہ والے سے تعلق ضروری ہے۔

اس وعظ "اہلِ علم پر غلبۂ ذکر کی اہمیت" میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کرام و دین کی خدمت کرنے والے حضرات کو خصوصی طور پر اللہ کا ذکر کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور اس کے لیے نہایت شفقت اور محبت آمیز انداز میں جس طرح ذکر کی فضیلت اور ذکر کرنے کے طریقے بیان فرمائے ہیں ان شاء اللہ وہ ذکر کو آسان اور مزے دار بنانے کے لیے نہایت سودمند ثابت ہوں گے۔

www.khanqah.org

ناشر

کتب خانہ مظہری